بسم اللہ الرحمن الرحیم

المدخل إلى علم التحريرات للقراءات

اهمیت علم التحریرات:

(علم تحریرات) کو (علم قراءات) کے ساتھ وہی نسبت حاصل ہے جو کہ (علم مصطلح الحدیث) کو (علم حدیث) کے ساتھ ہے۔ جس طرح حدیث کی اسناد اور راوی ہوتے ہیں اسی طرح قراءات کی بھی اسناد اور راوی ہوتے ہیں۔ لیکن قراءات کی اسناد اور رواۃ کو وہ شہرت نہ مل سکی جو کہ حدیث کی اسناد اور رواۃ کو ملی، اس کی تین وجوہات ہیں:

1. علم قراءات کی اسناد اور رواۃ کو صرف اس فن کے متخصصین ہی جانتے ہیں جب کہ حدیث کی اسناد اور رواۃ کو متخصصین فی الحدیث کے ساتھ عوام الناس بھی، خطباء، واعظین اور داعیین سے سنتے رہتے ہیں۔
2. قراءات کی کتابیں جو نظم میں لکھی گئی ہیں مثلاً (شاطبیہ، دُرّہ، طیبہ) اسمیں قراءات کی اسناد اور طرق کا ذکر نہیں کیا گیا جب کہ حدیث کی بنیادی کتابوں مثلاً (صحاح ستہ) میں احادیث کو اس کے رواۃ اور اسانید سمیت نقل کیا جاتا ہے۔
3. قراءات اور حفظ القرآن میں اصل شرط تلقی عن الشیوخ المتخصصین ہے نہ کہ مصاحف۔ جب کہ یہ شرط قراءات کے علاوہ دیگر علوم میں نہیں پائی جاتی۔

علماء التحریرات:

(علماء تحریرات) قراء محققین کو کہتے ہیں جو اپنی زندگیاں قرآن مجید کی سُور کی آیات کی تحقیق وتفتیش میں لگا دیتے ہیں۔ تا کہ جائز وجوہ کو ممنوعہ وجوہ سے جدا کر سکیں۔

www.KitaboSunnat.com

تعریف التحریرات:

1. تحریرات 'تحریر' کی جمع ہے اور ''تحریر'' کا لغوی معنی سیدھا کرنا، گہرائی حاصل کرنے، پختگی پیدا کرنے کے ہیں۔ اور علم القراءات میں اس کا مفہوم ہے کہ ''قراءات کی چھان پھٹک کرنا اور اس کو سنوارنا ہر قسم کی خطاء اور خلل سے'' جیسے کہ ترکیب ہے۔ ترکیب کو تلفیق بھی کہتے ہیں۔
2. تلفیق یا ترکیب یہ ہے کہ کسی آیت کا شروع حصہ کسی ایک قاری کے لئے اور اس آیت کا آخر حصہ کسی اور قاری کے لئے پڑھنا۔
3. تلفیق قراءات سے متعلق بعض علماء کی آراء:

(1) امام سخاویؒ کا قول ہے کہ: ''قراءات کو آپس میں خلط ملط کرنا خطا ہے''۔

(2) امام قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ ''قاری کے اوپر یہ بات واجب ہے کہ وہ مختلف طرق کے اندر ترکیب سے بچے اور ان طرق کو جدا جدا کر کے پڑھے۔ اور اگر ان کو کوئی قاری آپس میں خلط ملط کر دے گا تو وہ ایسی قراءات پڑھے گا جو اللہ تعالیٰ نے نازل نہیں کی۔

(3) امام ازمیری نے ترکیب فی القرآن کو حرام بتلایا ہے (جب روایت کیا جا رہا ہو) یا یہ مکروہ تحریمی ہے۔

فوائد التحریرات:

1. تحریرات کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی قراءات میں ترکیب و تلفیق سے بچا جا سکتا ہے جس کو علمائے متخصصین نے قرآن کے لئے حرام قرار دیا ہے۔
2. تحریرات کا دوسرا بڑا فائدہ یہ ہے کہ یہ شاطبیہ، درہ اور طیبہ کے متون کے الفاظ کی وضاحت کرتی ہیں ان کے مطلق کو مقید، مجمل کی تفصیل، ان کی شروط کو پورا کرتی ہیں اسی طرح ان کے ضعیف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذہب کے بارہ میں خبردار کرتی ہیں اوران کے طرق کومنظم اور روایات کوجدا جدا کرتی ہیں۔

❸ تحریرات کا تیسرا بڑا فائدہ کلام اللہ کی حفاظت ہے ہراس طرق سے جو کہ حرام ہے یا عیب والا ہے۔

نشأة التحريرات:

تحریرات کی ابتداء پانچویں صدی ہجری میں حافظ دانیؒ، ابن شریحؒ اور ابوالقاسم الھذلیؒ کے دور میں ہوئی جب کہ جمع القراءات کا فن شروع ہوا تھا۔ سلف صالحین کی یہ عادت تھی کہ ہر قاری کیلئے بلکہ ہر راوی کے لئے علیحدہ قرآن ختم کرتے تھے، جس میں طویل عرصہ درکار تھا۔ جب زمانہ متاخرہ (بعد میں آنے والے زمانہ میں) متعلمین قراءات پر یہ بات بڑی گراں گزری کہ وہ ہر روایت کے ساتھ علیحدہ ختم کریں۔ تو لوگ قراءات کو چھوڑنے لگے۔ یہاں تک کہ یہ اندیشہ پیدا ہوگیا کہ علم القراءات کا تواتر منقطع ہوجائے گا تو علماء مجتہدین نے جمع قراءات کی اجازت قرآن کے تواتر کو برقرار رکھنے کی وجہ سے دی۔ اس کے بعد لوگ مشرق ومغرب سے علم القراءات کے حصول کے لیے ٹوٹ پڑے۔

جمع کے تین اسباب تھے: ① جلد از جلد تلقی کرنا۔ ② ہمتوں اور ارادوں کی پستی

③ قرآن کی اشاعت کا جذبہ

علم التحريرات پر تین شبہات اور ان کا رد:

❶ الشبهة الأولى:

قرآن مجید کی قراءات مختلف قسم کے اختیارات کا مجموعہ ہے۔ لہذا علم التحریرات بھی اختیارات کا مجموعہ ہے۔ اور قراء نے جن وجوہ کا التزام کیا ہے ان وجوہ کا التزام کرنا ہمارے لیے ضروری نہیں ہے۔

جواب: محررین کا اصل کام مختلف طرق کے درمیان امتیاز کرنا اور روایات کو ترتیب دینا ہے اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرح سے کہ ایک قراءۃ دوسری قراءۃ کے ساتھ خلط ملط نہ ہو جائے تا کہ کوئی ایسی قراءۃ وجود میں نہ آئے جو کہ نازل نہیں کی گئی اور وہ اللہ کے ہاں غیر مقبول ہو۔ بس محررین کے اس عمل کو ہم اختیارات نہیں کہتے بلکہ یہ علمی تحقیق ہے۔ تا کہ قرآن کا طالب علم قرآن کی قراءات کی تلقی کے وقت قراءات کے اندر نظم پیدا کرتے ہوئے اور جمع کرتے ہوئے ترکیب و تلفیق سے بچ سکے۔

❷ الشبهة الثانية:

علماء تحریرات بعض اوقات ایک دوسرے سے اختلاف کرتے ہیں اور بعض ان میں سے بعض پر تنقید کرتے ہیں، بعض ایک وجہ کو جائز اور بعض ناجائز قرار دیتے ہیں۔

جواب: یہ اصل میں ان کا اختلاف نہیں ہے بلکہ علمی بحث ہے۔ اور بعض کا بعض پر استدراک ہے تا کہ صحیح بات تک پہنچا جا سکے اور اس میں کوئی عیب نہیں ہے جیسے امام حاکمؒ نے امام بخاریؒ اور مسلم کا استدراک کرتے ہوئے مستدرک حاکم لکھی اور امام ذہبیؒ نے امام حاکم کا استدراک کیا۔

❸ الشبهة الثالثة:

تحریرات کا علم صدر اوّل میں نہ تھا اور اس کی طرف کسی نے بھی صدر اول میں نہ متنبہ کیا اور اس کی طرف اشارہ کیا اور سب سے پہلے شحاذ یمنی نے گیارہویں صدی ہجری میں اس علم کو ایجاد کیا۔

جواب: ہمارے پرانے قراء کرام تحریرات پر عمل کرتے تھے اور ان پر متنبہ بھی کرتے تھے اس علم کی تدوین سے پہلے بھی اور بعد میں بھی۔ امام شاطبیؒ امام ابن الجزریؒ نے اور ان سے پہلے بھی پانچویں صدی ہجری میں اس علم کا استعمال ہمیں ملتا ہے۔ اور یہ کوئی بدعت نہیں ہے۔ مثلاً حافظ ابن الجزریؒ نے طیبۃ کی نظم میں ادغام کبیر کے باب میں کہا (لٰكِنْ بِوَجْهِ الْهَمْزِ وَالْمَدِّ امْنَعَا) یعنی ابو عمرو کے لیے ہمزہ کے ساتھ ادغام کبیر کو منع کہا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ [یونس:۳۹]

اوراسی طرح طول کے ساتھ ادغام کومنع کیا، جیسا کہ اللہ عزوجل کا قول ہے: ﴿قُلْ لَّا أَقُوْلُ لَكُمْ﴾ [الانعام:۵۰]

تحریر سے متعلق چار قسم کے مسائل بطور نمونہ۔ جن میں ایک کا تعلق [شاطبیہ] سے اور تین کا تعلق [درّہ] سے ہے یہ چار مسائل درج ذیل ہیں۔

❶ **الاولی:** ان ممنوع وجوہ کو بیان کرنا جو کہ قراءۃ کو خلط ملط کرنے کا سبب بنتی ہیں۔

❷ **الثانیۃ:** اس میں اس بات کی وضاحت ہے کہ ناظم (مسئلہ بیان کرتے ہوئے) اپنے طریق سے نکل گیا ہے۔

❸ **الثالثۃ:** اس میں اس بات سے خبردار کیا گیا ہے کہ بعض اوقات ناظم (ایک قراءۃ) کے دو طریقوں میں سے ایک طریق کے بیان پر اکتفاء کرتے ہوئے دوسرے طریق کو چھوڑ دیتا ہے۔ حالانکہ اس کو چھوڑنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

❹ **الرابعۃ:** ناظم بعض اوقات ایک مسئلہ بیان کرتے وقت اپنی نظم میں اس مسئلے کے متعلق کوئی نص نہیں لاتے بلکہ اس کا ذکر اپنی شرح میں کر دیتے ہیں۔

المسئلة الأولى

اس کی مثال یہ ہے کہ جب مد بدل ذات الیاء کے ساتھ جمع ہو جائے ایک ہی آیت یا قراءۃ میں تو ازرق کے لیے ورش سے چار وجوہ جائز ہیں حالانکہ عقلی وجوہ چھ ہیں۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى﴾ جائز وجوہ درج ذیل ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

① قصر البدل مع فتح ذات الیاء ② التوسط فی البدل مع التقلیل فی ذات الیاء فقط

③، ④ المد فی البدل وعلیہ فتح وتقلیل فی ذات الیاء

المسئلة الثانية

قول باری تعالیٰ ہے: ﴿فَأَجْمِعُوْا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ﴾ [یونس:۷۱]

ابن الجزریؒ نے [درّہ] کی نظم میں فرمایا: (وَوَصْلٌ فَاجْمَعُوْا فَتْحٌ طُوٰی) یعنی رویس کیلئے "فاجمعوا" کی قراءۃ ہے اور قدیم قراء نے نظم کو اس کے ظاہر پر رکھتے ہوئے رویس کیلئے مذکورہ قراءات کو ثابت کیا ہے۔ لیکن امام متولی نے اپنی کتاب "الوجوہ المسفرۃ" اور علامہ ضباع نے [درہ] کی شرح میں ذکر کیا کہ یہ قراءۃ درہ اور تحبیر کے طریق سے نہیں ہے۔ اور ان کے وقت سے لے کر آج تک تمام قراء نے ان کی تحقیق کی موافقت کی ہے۔

المسئلة الثالثة

امام جزریؒ نے درہ میں باب النقل میں لکھا ہے (وَالسَّكْتَ أُهْمِلَا) یعنی خلف العاشر نے دُرّہ اور تحبیر کے طریق سے سکتہ چھوڑا ہے اور تمام قدیم شرح کرنے والے قراء کرام نے نظم کو اس کے ظاہر کے مطابق بیان کیا۔ جب کہ خاتمۃ المحققین "محمد المتولی" نے "الروض النضیر" میں وضاحت کی کہ ابن الجزری کے لئے سکتہ کو منع کرنے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ کیونکہ ابن الجزری نے نشر میں اس بات کی وضاحت کی ہے کہ "مطوعی" کے لئے کتاب "المہیج" سے مطلق سکتہ نقل ہوا ہے فقط" اور دُرّہ کا بھی یہی طریق ہے تو درہ میں سکتہ چھوڑنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

المسئلة الرابعة

ابن جزریؒ نے درہ کی نظم میں فرمایا ہے کہ (وعنه نحو علیهن) کہ یعقوب کیلئے "علیهن"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جیسے کلمات میں وقفاً ہاء السکت کا اضافہ کیا گیا ہے۔یعنی ہر اس نون مشددہ میں جو کہ جمع مؤنث غائب کی ضمیر میں ہاء ضمیر کے بعد آئے۔اور نشر میں ابن الجزریؒ فرماتے ہیں'' وقد أطلقه بعضهم ''یعنی ہاء سکتہ کا اضافہ بعض نے مطلقاً کیا ہے چاہے اس سے پہلے ہاء ضمیر ہو یا کاف کی ضمیر ہو مثلاً ﴿طلقکن﴾،﴿ کیدکن ﴾اور تحبیر التیسیر جو کہ درہ کی اصل ہے اس میں علامہ ابن الجزریؒ نے فرمایا ہے: ﴿علیهن﴾و﴿ منهن ﴾و﴿من کیدکن ﴾پس'' نشر ''اور''تحبیر'' کی عبارات کو جمع کرنے سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ﴿علیهن﴾اور ﴿منهن﴾ جیسے کلمات میں قاعدہ عام ہے جب کہ﴿من کیدکن ﴾خاص کلمہ ہے جو کہ سورۃ یوسف میں ہے۔اس میں یعقوب سے وقفا دو وجہیں ہیں اور الحاق ہاء مشہور ہے۔اور درہ کے طریق سے ادا میں مقدم ہے۔

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "